اسواط العَذاب علی قوامع القباب

مزارات اولیاء وصالحین پر
قبّوں کی شرعی حیثیت

تألیف

مُفسّرِ قرآن صدرُالافاضل

علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ)

خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مُحقّق مُحدّث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تقریظ

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

تحقیق و تقدیم: نعمان اعظمی الازہری

تحشیہ و تخریج: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب	:	اَسواط العذاب علی قوامع القباب المعروف مزارات اولیاء وصالحین پر قبوں کی شرعی حیثیت
مؤلف	:	صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
تقریظ	:	مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ
تحقیق و تقدیم	:	نعمان اعظمی الازہری
تحشیہ و تخریج	:	مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی
سن اشاعت	:	شوال المکرم ۱۴۳۱ھ/ستمبر ۲۰۱۰ء
تعداد اشاعت	:	۳۰۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

صدیاں بیت گئیں کہ اہلِ اسلام اہل اللہ کی قبروں کو عوام سے ممتاز گردانتے ہوئے اُن سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے اُن کی طرف سفر کرتے رہے ہیں، مختلف ممالک میں مختلف مقتدر انبیاءِ کرام کے مزارات مرجعِ خلائق ہیں۔ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک تمام متقدمین و متاخرین حضور کریم ﷺ کی اتباع میں اصحابِ اُحد بالخصوص سید الشہداء کے روضے پر تشریف لے جاتے رہے اور آج بھی دنیا فیض پاتی ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ بھی امام اعظم امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی قبر شریف کی طرف چل کر آئے ہیں خواجہ غریب نواز، سید علی ہجویری کے مزار کا رُخ کرتے ہیں اور فیض پا کر "گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا، ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما" کہتے ہوئے جاتے ہیں یہ وہ حقائق ہیں کہ جن کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے اُن پیاروں کی قبروں پر قُبّے تعمیر کرتے آئے ہیں کسی نے بھی ان کو ڈھانے کا فتویٰ نہیں دیا۔

انبیاء کرام، اولیاء عظام اور صلحائے اُمّت کی عظمت کو مسلمانانِ عالم کے دلوں سے نکالنے کے لئے نجد سے ایک تحریک اُٹھی، ایک منظم مہم کا آغاز ہوا اور حجازِ مقدس پر اس نے تسلّط حاصل کیا مسلمانانِ عالم جو ہمیشہ سے مقربینِ بارگاہِ خداوندی کی شان و عظمت اپنے دلوں میں رکھتے اور اُنہیں معظّم و مکرم جانتے آئے ہیں اُن کا قرب اپنے لئے رحمتِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ اور دعاؤں کی قبولیت کا وسیلہ مانتے رہے ہیں اُن پر شرک کا الزام لگا کر یا اُنہیں شرک میں مبتلا ہونے کا خوف دلا کر، محبوبین کو حقیر بتا کر، اُن کے دلوں سے معظّمین محبوبین کی عظمت، محبت اور عقیدت نکالنے کی ناپاک سعی کی، صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ صحابہ کرام، اہلِ بیتِ اطہار کے مزارات پر بنائے گئے قُبّے مسمار کر دیئے اس نیت سے کہ لوگ جان لیں جو اپنی ذات سے اہانت کو دور نہیں کر سکتے وہ تمہاری بھلا کیا مدد کریں گے چنانچہ علامہ عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں:

بعض مغروروں کا یہ کہہ دینا کہ ہمیں خوف ہے کہ عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہو جائیں اور اس کی قبر کی تعظیم کریں، اور اس سے برکت و مدد طلب کریں تو وہ اس اعتقاد میں گرفتار ہو جائیں گے کہ وہ اولیاء وجود میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موثرین ہیں یعنی کسی چیز کے پیدا

کرنے میں اُس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہو جائیں گے۔ ہم اُن کو اس سے منع کرتے ہیں اور اولیاء کی قبریں ڈھاتے ہیں اور جو عمارتیں اُن پر بنائی گئی ہیں اُن کو دُور کرتے ہیں اور چادریں ہٹاتے ہیں اور اولیاء کی ظاہری اہانت کرتے ہیں، تاکہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیاء اللہ کے ساتھ وجود میں مؤثر ہوتے تو اپنی ذات سے اِس اہانت کو دُور کر دیتے، جو ہم اُن کے ساتھ کرتے ہیں، تو جاننا چاہیے کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے قبریں ڈھانا اور ان کی اہانت کرنا) کفرِ خالص ہے جو فرعون کے اس مقولہ سے ماخوذ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ قدیم میں نقل فرمایا کہ "فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور انہیں چاہیے کہ وہ اپنے ربّ کو پکاریں میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دیں، یا زمین میں فساد ظاہر کریں"۔ اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک اَمرِ موہوم، یعنی عوام کی گمراہی کے خوف سے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔

نجد سے نکلنے والی یہ تحریک رفتہ رفتہ دنیا میں پھیلتی گئی، حرمین طیبین میں صحابہ و اہلِ بیت کے قُبّوں کو مسمار کیا جا رہا تھا اس وقت پورا عالم اسلام سراپا احتجاج تھا اور نجدیوں کے تحریکی ساتھی دُنیا میں جہاں بھی تھے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عوام المسلمین کو گمراہ کرنے اور نجدیوں کے اس گھناؤنے کھیل کو جائز و مستحسن قرار دینے میں مصروف تھے یہی حال سرزمین ہند پر بھی تھا مسلمانانِ ہند نجدیہ کی بے ادبیوں اور گستاخیوں پر غم و غصہ میں تھے تو ابنائے وہابیہ نے نجدیہ کی اس جسارت کے جائز و مستحسن ہونے کے فتوی دینے شروع کیے تو اس وقت کے علماء اسلام کے فرائض میں سے تھا کہ وہ اُن کے فتاویٰ کا ردِّ بلیغ فرما کر عوام المسلمین کو گمراہ ہونے سے بچاتے، چنانچہ علماء اسلام نے اپنے فرض میں کوتاہی کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ ابنائے نجدیہ کا ردّ فرمایا اُن میں سے ایک ردّ حضرت الفاضل الجلیل والعالم النبیل الالمعی اللوذعی الفطین استاذ العلماء الحافظ الحکیم نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ جو صدر الافاضل کے نام سے معروف ہیں کی طرف سے بھی لکھا گیا اور اس وقت صدر الفاضل کی ایک اس مفید تحریر پر شہزادہ امام اہلسنّت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ نے مختصر مگر جامع تقریظ تحریر فرمائی جو اس وقت سے لے کر اب تک کہ نہ جانے کتنی بار شائع ہو کر عوام المسلمین کے ہاتھوں میں پہنچی، ہماری دانست کے مطابق مفتیانِ نجدیہ کا یہ

ردِّ بلیغ (یعنی، "قبّوں کی شرعی حیثیت") پاکستان میں پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب کا پس منظر اگرچہ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے زمانے میں چلنے والی تحریک کا ردّ ہے مگر آج بھی وہابیہ نجدیہ کے مکر و فریب کا یہی حال ہے جس کا مشاہدہ ہم سرزمین پاکستان پر بھی کر رہے ہیں کہ سرحد میں ولی کامل حضرت عبد الرحمٰن بابا کو اور حضرت پیر بابا کے مزارات کو بموں سے اُڑایا گیا اور حال میں پنجاب لاہور میں واقع حضرت سید علی ہجویری جنہیں دنیا داتا گنج بخش کے نام سے یاد کرتی ہے کے مزار پر بم دھماکے کئے گئے، یہ سب نجد سے اُٹھنے والی تحریک کا حصہ ہیں، اُن لوگوں کے نزدیک ولی کے مزار پر گنبد تعمیر کرنا تو ناجائز و حرام ہے ہی مگر یہ لوگ مزار کے نشان کو بھی برداشت نہیں کرتے جس کا واضح ترین ثبوت شہداءِ بدر کے مزارات ہیں اس کے علاوہ جنّت البقیع، جنت المعلّٰی، شہداءِ اُحد کے مزارات کے مشاہدہ سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہاں صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار اور شہداء عظام کی قبروں پر ایسی کوئی علامت باقی نہیں چھوڑی گئی کہ جس سے زائر یہ جان سکے کہ فلاں کی قبر مبارک ہے اور یہ اُن کے نزدیک عین توحید اور مقصودِ اسلام ہے حالانکہ "سُنن ابی داوٗد" میں حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد اُن کی قبر کے سرہانے ایک پتھر بطور علامت رکھا اس کے تحت شیخ محقق شیخ عبد الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں:

وفيه أن جعل العلامة على القبر ووضع الأحجار ليعرفه النّاس سنّة (١)

یعنی، اس حدیث شریف میں ہے کہ قبر پر علامت بنانا اور پتھر رکھنا تاکہ لوگ صاحب قبر کو پہچان لیں سنّت ہے۔

اور محدّث ملّا علی قاری لکھتے ہیں:

وفي "الأزهار" يستحب أن يجعل على القبر علامة يعرف بها لقوله ﷺ "أعلم بها قبر أخي" (٢)

١۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز باب دفن المیّت، الفصل الثّانی، برقم: ١٧١١۔(١٩): ٣٠٣/٤، المکتبۃ المعارف العلمیۃ، لاھور

٢۔ مرقات المفاتیح مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیّت، الفصل الثّانی، برقم: ١٧١١۔(١٩)، ١٦٨/٤، دارُالکتب العلمیۃ، بیروت

یعنی، "الازھار" میں ہے کہ قبر پر علامت بنانا کہ جس سے اس کی پہچان ہو مستحب ہے اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان "میں اس کے ساتھ اپنے بھائی کی قبر کا نشان قائم کرتا ہوں"۔

اور وہ پتھر ایک زمانے تک حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بطور نشان پڑا رہا اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد مروان بن الحکم نے وہ پتھر اُٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور پر رکھ دیا۔(٣)

شرک میں مبتلاء ہونے کا خوف ان کو خداوند قدوس کے ساتھ جنگ تک لے گیا ہے وہ اس طرح یہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے معتقد ہو جائیں گے تو اُن کی تعظیم کرنے لگیں گے اور اُن سے برکت اور مدد طلب کریں گے اس طرح اُن کا عقیدہ یہ ہو جائے گا کہ اولیاء اللہ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں، اسی وجہ سے ہم لوگوں کو منع کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی قبریں ڈھاتے ہیں، اُن کی اہانت کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ وجود میں مؤثر ہوئے تو اپنی ذات سے اس اہانت کو دور کرتے جو ہم اِن کے ساتھ کر رہے ہیں، یہ لوگ، ایک مدہوم امر کو واقع مان کر اولیاء اللہ کے ہی دشمن بن گئے، اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کر لی جو انہیں بہت مہنگی پڑے گی، حدیث قدسی ہے:

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (٤)

یعنی، جس شخص نے میرے دوست سے دشمنی کی تو بیشک میں نے اُسے اپنے ساتھ جنگ کے لئے آگاہ کر دیا۔(٥)

اور اللہ تعالیٰ سے کوئی جنگ بھلا کیسے جیت سکتا ہے جیسے حضرت عبد الرحمٰن بابا اور حضرت پیر بابا رحمہم اللہ کے مزار پر بم دھماکہ کرنے والے کچھ ہی عرصہ میں چُن چُن کر مار دیئے گئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت سید علی ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار پر حملہ کرنے والے شر پسندوں کو

٣۔ أشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب دفن المیّت، الفصل الثّانی، ٦٩٦/١، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

٤۔ صحیح البخاری، کتاب الرّقاق، باب التّواضع، برقم: ٦٥٠٢، ٢١٠/٤، دارُالکتب العلمیۃ بیروت

٥۔ اور میں اُسے اپنے ساتھ جنگ کرنے کی خبر دیتا ہوں۔ اشعۃ اللّمعات، کتاب الدّعوات، باب ذکر اللہ عزوجل الخ، الفصل الأول

اللہ تعالیٰ کے کامل ولی سے دشمنی وعداوت لے ڈوبے گی۔

اور اولیاء کرام کے دشمن عوام المسلمین کو اپنی طرح بنانے کیلئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے تمام ذرائع استعمال کر رہے ہیں تقریر وتحریر کے ذریعے، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اولیاء کرام کے مزارات کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں جیسا کہ پچھلے دنوں سماء ٹی وی چینل، ایکسپریس نیوز اور آج ٹی وی پر ایک پروگرام کے تحت مزاراتِ اولیاء کے خلاف زہر اُگلا گیا جس کے چند روز بعد ہی داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر حملہ ہوا، ظاہر ہے کہ حملہ اُن لوگوں کی طرف سے ہی ہوا جو مزاراتِ اولیاء پر حاضری دینے والوں پر مشرک اور بدعتی ہونے کے فتوے لگاتے ہیں۔

جہاں تک بعض مزارات کے اردگرد ہونے والے ناجائز کاموں کا تعلق ہے جیسے چرس، بھنگ اور اوراو باش لوگوں کی حرکتیں تو اہلسنّت وجماعت کے نزدیک یہ تمام ناجائز گناہ ہیں اور اگر کوئی جاہل کسی ولی کے مزار کو تعظیمی سجدہ کرتا ہوا پایا جائے تو یہ بھی ہمارے نزدیک حرام وگناہ ہے امام اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی اِس پر ''الزّبدۃ الاذکیۃ'' کے نام سے ایک مستقل تصنیف ہے۔

اور مزارات پر جو جُہلاء، سجدے کرتے ہیں وہ تعظیمی سجدے کرتے ہیں جو کہ حرام ہیں پھر شرک کی بات کہاں سے آگئی کہ کہتے ہیں کہ مزارات پر شرک ہوتا ہے حالانکہ مزار پر کوئی جاہل سے جاہل مرد یا عورت بھی صاحبِ مزار کو معبود یا اپنا خُدا سمجھ کر سجدہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ولی سمجھ کر جھکتا ہے جو کہ بعض دفعہ سجدے کی کیفیت اختیار کر جاتا ہے جسے شرع مطہرہ میں شرک نہیں حرام کہا جاتا ہے کیونکہ کسی کو معبود مان کر اس کو سجدہ عبادت کرنا شرک ہے جو کہ اس دور میں کوئی مسلمان نہیں کرتا اگر یقین نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیں کسی جاہل سے جاہل شخص کو پکڑیئے جو کسی ولی کے مزار پر جُھکا ہوا ہو اور اُسے پوچھئے کہ یہ کون ہے کہ جس کے آگے تو جھکا ہوا ہے تو وہ یہی جواب دے گا کہ اللہ کا دوست ہے، اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، جب اس نے اللہ کا ولی یا دوست کہہ دیا تو شرک کی نفی خود بخود ہوگئی، پھر کیا ہوا، ہوا یہ کہ جن کو یہ لوگ مشرک قرار دیتے ہیں وہ تو ان کے کہنے سے مشرک نہ ہوئے بلکہ کہنے والے خود مشرک ہوگئے،

پھر بعض جُہلاء کے تعظیمی سجدہ کی وجہ سے جو کہ حرام ہے پورے مسلک کو موردِ الزام ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے، بعض جُہلاء کے فعل کو پورے مسلک پر تھوپنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے اگر یہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہیں کہ ہم مزارات اولیاء کے خلاف نہیں ہیں تو پھر بتائیں کہ جب نجدیوں نے صحابہ کرام واہلِ بیت اطہار کے مزارات کو مسمار کیا تھا تو اس وقت اِن لوگوں نے اُن کے خلاف آواز کیوں نہیں اُٹھائی، اگر یہی بات ہے تو اُن کی تائید میں فتوے دینے والے کون تھے، اور پھر جب اُن کی چہیتی جماعت تحریک نفاذ شریعت محمدیہ (صوفی محمد، مولوی فضل اللہ کی جماعت) نے مشہور صوفی بزرگ حضرت عبدالرحمن بابا اور حاجی پیر بابا کے مزارات کو بم سے اُڑایا تو ان میں سے کسی نے اس کی مذمت کیوں نہ کی، یہ سب ڈھونگ اور دکھاوا ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ مزارات پر دھماکے کرنے والے یہی لوگ ہیں، صدیاں گزر گئیں اہلِ اسلام اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دیتے اور اُن کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں اُن سب پر مشرک وبدعتی ہونے کا الزام لگانے اور فتوے دینے والے یہی لوگ ہیں، اُنہیں ہر تعظیم میں شرک نظر آتا ہے، خود چاہے کچھ بھی کریں چاہے یہودی اور نصرانی عورتوں کے پیچھے ہاتھ باندھ کر چلیں، اُن کی تکریم کریں، مسلمان اللہ تعالیٰ کے کسی دوست کی تعظیم کرے تو مشرک یا بدعتی قرار پائے، اللہ والوں کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے جو بھی کرنا پڑے کرتے ہیں کیونکہ محبت ہوگی تو تعظیم پائی جائے گی اور جب محبت وتعظیم ہوگی تو محبوب ومعظّم کے حکم پر تن من دھن الغرض اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے بندہ تیار ہوجائے گا اور یہی بات یہود ونصاریٰ کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جسے دُور کرنے کے لئے یہود ونصاریٰ کے ایماء پر اور اُن کی نگرانی میں نجد سے اس کے خلاف یہ تحریک شروع ہوئی تھی وہ اپنی پیدائش سے لے کر آج تک مصروف عمل ہے اور پوری دنیا میں مختلف ناموں سے یہود ونصاریٰ کے عزائم کی تکمیل میں مشغول ہے، وہ آج بھی اُن کی مالی معاونت کرتے ہیں اور ان سے ایسے ایسے شرمناک کام لیتے ہیں کہ جن سے اقوام عالم میں اہلِ اسلام کو دہشت گرد ثابت کرنے میں مدد ملتی ہے، خودکش حملوں کی اسلام میں کہیں بھی اجازت نہیں ہے اور یہ لوگ خودکش حملے بھی کرتے ہیں اور ان کے یہ حملے

کسی یہودی، نصرانی، ہندو یا کمیونسٹ کو قتل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اہلِ اسلام کو قتل کرنے اور مزاراتِ اولیاء کو ڈھانے کے لئے ہوتے ہیں اور اگر کوئی پکڑا بھی جاتا ہے تو اس کا تعلق کسی نہ کسی وہابی فکر رکھنے والی تنظیم سے ہی ہوتا ہے، چونکہ نام اسلام کا لیتے ہیں، بظاہر بڑے دیندار بنتے ہیں، دیکھنے میں قرآن وسنّت کے عامل نظر آتے ہیں، اور دنیا میں دین اسلام کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں اور ان کی اِن اذیل حرکات کی وجہ سے آج دنیا میں ہر مسلمان کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جانے لگا ہے اور ہر دیندار شخص کو دہشت گرد سمجھا جانے لگا ہے۔

المیہ یہ ہے کہ کوئی تو یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں فروخت ہو کر اور کوئی ہنود کے ہاتھوں بِک کر اہلِ اسلام کا استیصال کرنے کے درپے ہے ہمارے ملک میں یہود وہنود ونصاریٰ کے ایجنٹ رفتہ رفتہ طاقت حاصل کرتے جا رہے ہیں ان کے خلاف آواز بلند کرنا بھی آہستہ آہستہ مشکل ہوتا جا رہا ہے خُدا نہ کرے کہ اِنہیں تسلّط حاصل ہوا گر تسلّط حاصل ہو گیا، تو ہمارا حشر کیا ہو گا اس کے لئے حجاز مقدس کی مثال کافی ہے ہمارے ملک میں بھی جن جن علاقوں میں ان کی اجارہ داری قائم ہے وہاں سے بچ نکلنے والے علماء وعوام اہلسنّت سے اِن کا حال معلوم کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اسلام کے نام لیوا دشمنانِ اسلام کو پہچانیں ان کے دامِ فریب میں نہ آئیں، اِن کے لئے اپنے دلوں میں کسی قسم کی نرمی محسوس نہ کریں، اِن کی تقریر و تحریر نہ سنیں نہ پڑھیں، ان کی مساجد و مدارس میں بچوں کو نہ پڑھائیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کریں، انبیاء، اولیاء کے دشمنوں سے مکمل بیزاری و برائت کا اعلان کریں۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے ''قبوں کی شرعی حیثیت'' کی اشاعت کے ذریعے ان موذیوں سے برائت وبیزاری کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ عوام المسلمین کو ان کی گمراہی سے بچانے کا اہتمام کیا ہے اور ادارہ اس کتاب کو اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۱۹۷ نمبر پر شائع کر رہا ہے، امید ہے کہ یہ کتاب عوام وخواص کے ذریعے نافع ثابت ہو گی۔

فقط

احقر محمد عطاء اللہ نعیمی

تمہید

حامدًا و مصلیاً و مسلما

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے کفر وشرک کی ساری راہیں مسدود کر کے ''قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ'' حق آ گیا اور باطل رفو چکر ہوا کا پرچم لہرا دیا، اسلامیانِ عالم کا ایک بڑا طبقہ آج قبروں کی زیارت کو مستحب، بزرگوں کی قبروں کو عوام سے ممتاز رکھنے کو افضل اور صحابہ و اولیاء کی قبروں سے تبرک حاصل کرنے کو جائز اور مستحسن گردانتا ہے۔ اُن کی طرف سے شدِّ رحال، یعنی سفر کرنا بھی جائز، اُن کی زیارت بھی باعث اجر، نیز اُن کو دیگر قبروں سے ممتاز کرنے کے لئے اُن پر قبہ بنانا بھی جائز سمجھتا ہے اور یہ فتویٰ آج کا نہیں بلکہ سلف صالحین سے منقول ہے اور جو لوگ ملک شام، عراق، فلسطین اور مصر کا سفر کرتے ہیں وہ اپنے سر کی آنکھوں سے ان فتووں پر عمل، محسوس شکل میں ملاحظہ فرماتے ہیں، گویا سلف سے لے کر خلف تک کا اس بات پر اجماع عملی ہے۔

خود حجاز مقدس میں ابن سعود کی حکومت سے قبل اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پر قُبّہ تھا، جس کو ظالم سعودی حکومت نے شہید کیا، سیدُ الشُّہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر قُبّہ بنا ہوا تھا جس کو بعد میں شہید کیا گیا۔

ایک نہیں کئی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ بزرگانِ دین کی قبروں پر اہلِ سلف قُبّہ بنانا جائز جانتے تھے مگر نجدی اور اُس کے متبعین کو یہ سب کام شرک لگتا ہے، اور انہوں نے سوادِ اعظم اور علمائے جمہور کی پرواہ کئے بغیر ان سارے قُبّوں کو ڈھا دیا، اونچی قبروں کو بلڈوزر سے روند ڈالا، کسی شاہراہ کے بیچ میں آنے والی تاریخی مساجد کو مسمار کر دیا۔ قصہ اِسی پر تمام ہو جاتا تب بھی ہم اپنے گلے شکوے بند کر لیتے، مگر افسوس! ابن سعود کی ریشہ دوانیاں اور امریکہ کے اشارہ پر ناچنے والے کٹھ پتلی سرکار آج بھی اپنی ایسی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آ رہی۔

چنانچہ ابھی حال میں رسول اکرم ﷺ کے جائے ولادت جو حرم مکی سے متصل ہے ایک ماسٹر پلان کے ذریعہ اسے منہدم کرنے کا منصوبہ پاس کیا ہے، مولدِ رسول کو منہدم اور مسمار کر کے اس جگہ پارک اور ہوٹل تعمیر کرنے کا منصوبہ کو ابھی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا کہ عالمی سطح پر اس خبر کی مذمت شروع ہو گئی اور عاشقانِ رسول ﷺ کا احتجاج ومظاہرہ جاری ہو گیا۔

پوری دنیا سے بلند ہونے والی صدائے احتجاج اور اسلامیانِ عالم میں غم و غصّہ کی لہر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آج بھی دنیا میں رسولِ مقبول ﷺ کے وفادار زندہ اور جو سعودی حکومت کی ایسی غیر مُہذّب اور گھٹیا حرکت پر ہرگز خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

حکومت کے وردی پوش مفتیان اور یہاں ہندوستان میں اس کے بعض وظیفہ خوار، سعودی حکومت کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج پر یہ کہتے ہیں کہ مولد (ولادت گاہ) رسول کی حفاظت اور اس کو ہمیشہ باقی رکھنے کی بابت کون سی نص قطعی وارد ہے؟

بقاء و تحفظ کی بابت نص قطعی وارد ہے یا نہیں؟ اس کا جواب تو ہم بعد میں دیں گے، مگر پہلے یہی سوال ہم آپ پر بھی دہرا سکتے ہیں کہ ولادت گاہِ نبوی کے انہدام پر نصّ قطعی تو دُور کی بات کون سی ضعیف سے ضعیف روایت موجود ہے۔

صحابہ کرام و تابعین عظام کے زمانے سے خواص کی قبروں پر ضرورت کے پیشِ نظر قبہ بنانے پر ائمہ اُمّت کا اجماع عملی ہے اور اسی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے، البتہ حدیث پاک میں بلاضرورت تعمیر کی ممانعت آئی ہے، حضرت مُلّا علی قاری (۱۰۱۴ھ) نے بھی اسی دلیل کو نقل کیا ہے کہ ممانعت والی حدیث بلاضرورت تعمیر پر محمول ہے، جیسا کہ لکھتے ہیں:

إذا كانت الخيمةُ لفائدةٍ مثل أن يقعدَ القُرّاء تحتها فلا تكون منهية (إلى قوله) و قد أباح السَّلف البناءَ على قبرِ المشايخ و العلماء المشهورين يَزُورهم النّاس و يستريحوا بالجلوس فيه (١)

یعنی، جب قبر پر خیمہ کسی فائدہ کے پیشِ نظر لگایا جائے مثلاً اس کے زیرِ سایہ قاری بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرے تو اس کی ممانعت نہیں، اسی طرح سلف صالحین نے مشائخ اور مشاہیر علماء کے لئے مقابر تعمیر کرنے کو جائز کہا ہے، تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

بتایا جائے آج پوری دنیا میں کہاں؟ اور کس فاسق و فاجر پر قُبّہ تعمیر ہوتا ہے؟ قُبّہ جب بھی تعمیر ہوتا ہے تو کسی بزرگ، کسی ولی، کسی عالمِ دین، کسی پابندِ شرع اور کسی خادمِ دین کی قبر پر ہی ہوتا ہے۔

یہ تو فقط ایک جواز کی دلیل پیش کی گئی ہے مگر زیرِ نظر کتاب "قُبّوں کی شرعی حیثیت" اور خاص

١۔ مرقات، كتاب الجنائز، باب دفن المیّت، الفصل الأوّل، ٤/٦٩، مكتبه إمداديه ملتان ١٣٩٢ھ وتحت برقم:١٢٩٧، ٤/١٥٦، دار الكتب العلمية، بيروت

کر اس پر حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقریظ جلیل میں کئی ایسے ٹھوس دلائل و شواہد موجود ہیں جن سے فرار اور جن کا انکار ممکن نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَ أَنْ تُوْطَأَ (٢)

حضرت جابر نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے، اُن پر کتبہ لگانے اور اُن کو روندنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث کے ذیل میں "مشکوٰۃ شریف" کے محشّی نے حضرت حسن بصری سے جواز اور حضرت امام شافعی سے استحباب کا قول نقل فرمایا ہے۔(٣)

سخت حیرت ہے کہ اس حدیث پاک کو دلیل بنا کر اہلِ نجد آج قبروں کو مسمار اور منہدم کرنے پر تُلے ہیں، مگر صد افسوس! اسی حدیث کے آخری ٹکڑے پر اندھے عمل نہیں کرتے، اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کو روندنے سے بھی منع فرمایا ہے، جب کہ مخالفین ضد و عناد میں قبروں کو بلڈوزر سے منہدم کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کے ضمن میں فقہائے اسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں پیدل چلنا مستحب ہے۔

قبروں پر قُبّہ نہ بنانے کے سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں اُن کا شافی جواب اور صحیح تاویل و تطبیق جو زیرِ نظر کتاب میں پیش کی گئی ہے وہ قابلِ مطالعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر مگر جامع رسالہ کو عوام اور خواص سب کے لئے یکساں نافع و شافع بنائے، اور مجھے خدمتِ دین اور عملِ صالح کی توفیق بخشے۔ آمین

و صلى اللهم على سيدنا محمد و آله و صحبه و بارك و سلم

نعمان اعظمی

شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ خادم مرکز اہلِ سنّت برکاتِ رضا پوربندر، گجرات (الہند)

٢۔ سنن الترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء في تجصيص القبور الخ، برقم: ١٠٥٢، ٢/١٥٣، دار الكتب العلمية، بيروت

٣۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے اسے "لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح" کے كتاب الجنائز (باب الدفن، الفصل الثانی، برقم:١٧٠٩، مكتبة المعارف العلمية لاهور) میں نقل کیا ہے۔

تقریظ

از: شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند، علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصّلاۃ و السّلام علی المرسلین لا سیّما علی أفضلھم سیدنا و مولانا محمد خاتم النّبیین و آلہ الطّیبین و صحبہ الطّاھرین و أزواجہ الطّاھرات أمّھات المؤمنین و علماء ملّتہ و أولیاء أمّتہ الرّاشدین المرشدین الھادیین المھدیین خصوصاً الإمام الھمام سیّدنا الأعلام و إمامنا الأعظم و حضرۃ قطب الأقطاب غوث الأغواث محیّ الملّۃ و الدّین و سائر الأمّۃ أجمعین

فقیر نے یہ رسالہ ہدایت قبالہ مصنّفہ حضرت **الفاضل الجلیل و العالم النبیل الالمعی اللُّوذعی الفطین استاذ العلماء مولانا مولوی الحافظ الحکیم محمد نعیم الدّین خصھم اللہ تعالیٰ بمزید العلم والصدق و الیقین و جعلھم کاسمھم نعیم الدّین و معین الدّین و منیع الدّین** دیکھا، بحمداللہ تعالیٰ اسے طالبِ حق کے لئے کافی ووافی اور رہزلیات ہر معاند کا نافی اور مرضِ نجدیت کے لئے دوا شافی پایا، مولیٰ تعالیٰ حضرت مصنّف کو جزائے خیر عطافرمائے اور اس رسالہ کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین

حضرت مولانا زِید فضلہٗ نے مفتیانِ نجدیہ وندویہ کے خیالات خام اور باطل اوہام کی خوب خوب صفراشکنی فرمائی ہے، نہایت وضاحت سے ان کی سفاہتوں وقاحتوں کوطشت ازبام فرمایا ہے، اُن کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس پر کافی نقض وابرام نہیں فرمادیا ہے، یہ مختصر مگر نہایت جامع رسالہ ازہاقِ باطل و دفعِ ظلماتِ نجدیان گمراہ و غافل کے لئے حق کا آفتاب نصف النہار ہے، ہر مُنصِف پر یہ مبارک رسالہ دیکھ کر ان نجدیوں، ندیوں کی ذلیل ترین حرکات کیاوی و مکاری و فریب دہی وغداری جیسی گندی صفات روشن وآشکار، اگرچہ علماءِ اہلِ سنّت (کثرھم اللہ تعالیٰ

وشکر سعیھم) نے مسئلہ کوواضح فرمادیا اور اب کوئی ادنیٰ خفا باقی نہ رہا، ہر مخالف دریدہ دہن کے منھ میں پتھر دے دیا اور اس کے لئے مجال دم زدن ویارائے لب جنبانیدن نہ رکھا، مگر اب بھی یہ دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ پر اس کے علاوہ جوان علمائے کرام نے تحریر فرمایا جزء کے جزء لکھے جاسکتے ہیں، مگر کیا ضرور ہے کہ اگر درخانہ کس ست یک حرف بس است اور معاندین کے لئے دفتر بیکار۔ کہ وہ تو سب کچھ دیکھ سُن کر بہرے اندھے بنتے ہیں اور جلوہ حق سے اپنے مریض آنکھوں میں چکاچوند پاکر انہیں خوب میچ لیتے اور ظلمت کے گڑھوں میں گرتے ہیں، اور جس زبوں حال میں خود ہیں دوسروں کو بھی اسی میں مبتلا دیکھنا چاہتے ہیں خود حق سے اندھے ہیں اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی خاک اوچج کر اپنی طرح گنگوہی بنانا چاہتے ہیں۔

جامعہ ملّیہ کے مفتی عبدالحی صاحب نے تو وہ اندھا دھند کیا ہے کہ توبہ ہی بھلی!

گر ہمیں جامع ست وایں مفتی کار فتوی تمام خواہد شد

جس کی حالت یہ ہو کہ اپنے صریح مخالف عبارتیں اپنے موافق جان کر نقل کرے زہر پیئے اور شہد سمجھے وہ اور فتویٰ۔ جامعہ ملّیہ کا مفتی ایسا ہی ہونا بھی چاہئے آپ کا دعویٰ باطل تو یہ ہے کہ قُبے بنانا قرآن وحدیث وفقہ کی نظر میں ناجائز اور حرام، اور ہر قبر وقُبّہ واجبُ الانہدام ہے اور ابن سعود نے جس قدر قُبّوں کو منہدم کیا ہے وہ بالکل کتاب وسنّت کے مطابق کیا ہے، مگر ہر آنکھ والا دیکھ رہا ہے کہ انہوں نے قرآن عظیم کی کوئی ایک آیت ایسی نہیں پیش کی جس میں قُبّوں کی حُرمت کا کوئی ذکر ہو، بلکہ جو آیت پیش کی ہے وہ وہ ہے جس سے حضرت علامہ شہاب خفاجی (قدس سرہ) نے ان کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔ اگرچہ ابن کثیر و آلوسی و ابن تیمیہ سے انہوں نے اس پر ردّ بھی نقل کردیا مگر اس سے کیا ہوا۔ غایت ما فی الباب اتنا ہوا کہ ان کے نزدیک ابن کثیر وغیرہ کے قول سے حُرمت نکلی، یہ ابن کثیر اور ابن تیمیہ کے دامنوں میں کیوں چھپتے ہیں؟ ان میں کچھ دم ہے تو قرآن عظیم کی کسی آیت سے قُبّوں کی حُرمت ثابت کریں اور کتاب کریم سے ان کا واجبُ الانہدام ہونا دکھائیں، مگر ہم کہہ دیتے ہیں کہ قیامت تک یہ

قرآن عظیم کے کسی ایک حرف سے بھی اپنا باطل دعویٰ ثابت نہ کر سکیں گے۔ تیرھویں صدی کے آلوسی نے حضرت علامہ شہاب خفاجی پر جو رد کیا ہے اس کا حاصل تو صرف اتنا ہے کہ اس آیت سے قُبّوں پر استدلال صحیح نہیں، بالفرض اس کی یہ بات قابلِ قبول ہو تو آپ کا باطل دعویٰ قرآن سے کیوں کر ثابت ہوا؟

یوں ہی ہر ادنیٰ عقل والا سمجھ رہا ہے کہ جو احادیث نقل کی گئیں اُن میں حُرمت قُبّہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ قُبّوں کا اُن میں کہاں ذِکر ہے، دعویٰ یہ کہ قُبّہ بنانا ناجائز ہے، دلیل یہ کہ حدیث میں ہے کہ قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھہراؤ، اور حدیث میں ہے کہ کوئی قبر اونچی نہ چھوڑو۔ اگر یوں کتاب و سنّت سے اپنے دعاوی ثابت کئے جائیں، تو وہ کونسا باطل دعویٰ ہے جس کا اہلِ باطل قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دے لیں گے؟ رہی فقہ آپ نے اس پر جو کچھ ظلم ڈھایا ہے وہ بھی کسی سمجھدار سے مخفی نہیں، دعویٰ تو یہ ہے کہ مطلقاً قُبّہ بنانا حرام اور ہر قُبّہ واجبُ الانہدام، اور دلیل میں وہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جو ان عمارتوں سے متعلق ہیں جو قبرستان وقف میں بنائی جائیں یا ملکِ غیر میں بے اِذن مالک بنی ہوں، یا اپنی ملک میں محض بے فائدہ بنائی گئی ہوں، صرف احکام کے لحاظ سے تعمیر کی گئی ہوں یا محض زینت و تفاخُر کے لئے بنی ہوں۔ علماء کرام (قُدست اسرارہم) کی ان عبارتوں میں زینت واحکام وغیرہ کے الفاظ دیکھ کر اُن سے آنکھ چرا جانا، سچ کہنا کتنے بڑے حیادار کا کام ہے؟ لطف یہ ہے کہ وہ بھی صرف قُبّوں سے متعلق نہیں بلکہ ان میں مساجد و مدارس کا بھی ذکر ہے۔ کیوں صاحب! مدارس و مساجد کے الفاظ دیکھ کر بھی جو یہ نہ سمجھے کہ ان عبارات کا محمل کیا ہے؟ وہ کتنا بلید و نافہم ہے۔ اور اگر سمجھ کر الٹی کہے تو کیسا عنید وہٹ دھرم ہے، اگر آپ کی یہ مان لی جائے تو ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے ان عبارات سے مطلقاً قُبّوں کا حرام و واجب الانہدام ہونا تو ثابت کرنا چاہا مگر جب کہ مساجد و مدارس کا بھی ان میں ذِکر تھا تو اس سے کیوں کنّی بچا گئے؟ یوں آپ پر لازم ہے کہ جس طرح حُرمتِ قُبّہ کا اعلان کیا ہے، اسی طرح آپ علی الاعلان یہ کہتے کہ قرآن وحدیث و فقہ ائمہ اربعہ کی رُو سے مدارس و مساجد بنانا حرام، اور جو بنے ہوں اُن کا مسمار کر دینا اور اُن

کے آثار مٹا دینا لازم کیوں ہے؟ صلاح کیا آپ یہ اعلان کرائیں گے اور نہیں تو دیوبند و جامعہ ملّیہ اور ایسے ضلالت کے جو اور مدارس ہوں، اُن کے قلع و قمع میں تو اہلِ سنّت بھی آپ کا ساتھ دیں گے، اور اگر کسی دینی مدرسہ کا آپ نے رُخ کیا تو وہ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ ہوں گے، آپ نے ابن تیمیہ سے استدلال کی زحمت کیوں گوارا کی؟ سرے سے یوہیں کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ سب کچھ حرام اور شرک ہے، اس لئے ہمارا امام محمد بن عبد الوہاب نجدی اپنی ''کتاب التوحید'' میں اس کی تصریح کرتا ہے۔ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ وہ جس راہ پر گامزن ہیں وہ بالکل صحیح و درست اور نہایت پاک و صاف راہ ہے، انہیں اُن وہابیوں ندویوں کے فریبوں، کیدوں، مکاریوں سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہئے، جن علماء نے منع فرمایا ہے اور جنہوں نے اجازت دی ہے، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ جسے وہ منع کرتے ہیں اسے یہ بھی جائز نہیں کہتے۔ جو حضرات منع کرتے ہیں وہ وہاں منع فرماتے ہیں جہاں وُجوہِ منع سے کوئی وجہ منع پائی جائے کہ غیر کی ملک میں بے اجازت تعمیر ہو، یا قبرستان وقف میں بے شرط واقف عمارت بنالی جائے، یا صرف تفاخُر و زینت کے لئے بنائیں، یا محض بے فائدہ ایسا کریں۔ اور جہاں یہ کچھ نہ ہو وہاں کیوں ممنوع ٹھہرائیں؟ اور جب کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی کہ جواز ہی مختار و مرجح و مفتیٰ بہ ہے تو اب کسی کو کیا گنجائش کلام ہے؟ اور جواب بھی محض بزورِ زبان مخالفت کی جائے تو اس کا قول کیا قابلِ التفات ہو، اب آخر میں ہم بعض عبارات جو نظر حاضر میں ہیں پیش کریں۔

''ملتقی الابحر'' اور اس کی شرح ''مجمع الانھر'' میں ہے:

يكره الآجرُ و الخشبُ أى كُرِه سترُ اللَّحدِ بهما و بالحجارةِ و الجصُّ لكن لو كانت الأرض رِخوةً جاز و يُسنمُ أى يرفعُ القبرُ استحباباً غيرَ مُسطَّحٍ قدر شِبرٍ فى ظاهرِ الرّوايةِ و فيه إباحة الزِّيادةِ و يُكرَه بناءُ ه بالجصِّ و الآجُرِ و الخشبِ لقوله صلى الله تعالىٰ عليه و سلم صَفق الرِّياح و قطر الأمطارِ على قبر المؤمن كفارة للذنوبه لكن المختارَ أن التّطيين غيرَ مكروهٍ و كان عصام

بن یوسف یُطوِّن حولَ المدینة و یُعمِّر القبورَ الخَربةَ کما فی "القهستانی" و فی "الخزانة" لا بأس بأن یُوضعَ حجارةٌ علی رأسِ القبرِ و یُکتبُ علیه شیٌٔ و فی "التُّتف" کُرِه أن یُکتبَ علیه اسمُ صاحبه، اهـ مختصراً (۱)

اینٹ اور لکڑی سے قبر بنانا مکروہ ہے اور ایسے ہی پتھر اور گچ سے لیکن زمین نرم ہو جائز ہے، اور ایسے ہی قبر کو اونچی کرنا مستحب ہے غیر چپٹی ایک بالشت اونچی اور اس میں زیادتی جائز ہے اور مکروہ ہے گچ، اینٹ اور لکڑی سے تعمیر کرنا، اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق کے ہواؤں کا چلنا اور بارش کا قطرہ مومن کی قبر پر اس کے گناہوں کا کفارہ ہے لیکن مختار مذہب یہ ہے کہ پختہ کرنا درست ہے، اور عصام بن یوسف مدینہ کے اردگرد پختہ کرتے تھے اور ویران قبروں کو تعمیر کرتے تھے، جیسا کہ "قہستانی" (۲) اور "خزانۃ المفتیین" (۳) میں ہے کہ قبر کے سرہانے پتھر رکھنا اور اس پر کچھ لکھنا جائز ہے اور "تحف" میں صاحبِ قبر کا نام لکھنا مکروہ بتایا۔

بدائع امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاسانی (قدس اللہ سرہ النورانی) میں ہے:

روی أن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما لَمّا مَاتَ بِالطَّائِفِ صَلَّی عَلَیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِیَّهِ وَ جَعَلَ قَبْرَهٗ مُسَنَّمًا وَ ضَرَبَ عَلَیْهِ فُسْطَاطًا،اهـ مختصراً (٤)

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب طائف میں انتقال ہوا تو محمد ابن حنفیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی قبر کو اونچا رکھا اور اس پر خیمہ لگایا۔

۱۔ مجمع الأنهر، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنائز، فصل: فی الصّلاة علی المیت، ۱/۱۸٦، ۱۸۷، دار الطباعة العامرة ۱۳۱٦ھ

۲۔ جامع الرّموز، کتاب الصّلاة، فصل فی الجنائز، ۱/۲۸۹، ایچ ایم سعید کمپنی، کراتشی

۳۔ خزانة المفتین، کتاب الصّلاة

٤۔ بدائع الصنائع بترتیب الشّرائع، کتاب الصّلاة، فصل فی سنّة الدّفن، ۲/۳٥٥، دار الکتب العلمیة، بیروت

"تاتارخانیہ" (٥) پھر "عالمگیریہ" (٦) میں ہے:

إذا خربت القبور فلا بأس بتطیینها

جب قبریں بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو پختہ کرنے میں حرج نہیں۔

"جواہر الاخلاطی" میں ہے:

و هو الأصح و علیه الفتویٰ (۷)

یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

"کفایہ" میں ہے:

و إن أُهیل علیه التّراب لا بأس بالحجرِ و الآجُرِ و کذا علی القبر إن احتیج إلی الکتابة و فی "الجامع الصّغیر" لقاضی خان رحمة الله علیه لا بأس بکتابة شیٍٔ أو بوضع الأحجارِ علی القبرِ لیکونَ علامةً (۸)

اور اگر قبر پر مٹی ڈال دی گئی ہو تو پتھر اور اینٹ رکھنے میں حرج نہیں، ایسے ہی اگر کچھ لکھنے کی حاجت ہو تو حرج نہیں، جیسا کہ (قاضی خان علیہ الرحمہ کی) "جامع صغیر" میں ہے کہ قبر پر کچھ لکھنے اور اس پر علامت کے طور پر پتھر رکھنے میں حرج نہیں۔ (۹)

خاص قبوں کے متعلق تو امام ابن حجر مکی نے نص فرمادی کہ غیر مسئلہ میں علماء و اولیاء و صلحاء

٥۔ الفتاوی التّاتارخانیة کتاب الصّلاة، الفصل الثّانی و الثّلاثون، نوع آخر من هذا الفصل فی القبر و الدّفن، ۲/۱۲۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت

٦۔ الفتاویٰ الهندیة کتاب الصّلاة، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز، الفصل السّادس فی القبور الخ، ۱/۱٦٦، دار المعرفة بیروت

۷۔ جواهر الأخلاطی، کتاب الصّلاة، فصل فی صلاة الجنازة، ورق ٤۱، مخطوط مصوّر

۸۔ الکفایة شرح الهدایة، کتاب الصّلاة، باب الجنائز، فصل فی الدّفن، تحت قوله: و یکره الآجر الخ، ۲/۱۰۰، دار احیاء التّراث العربی، بیروت

۹۔ "فتاویٰ سراجیہ" میں ہے کہ اگر ضرورت ہو تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے (الفتاویٰ السراجیة کتاب الجنائز، باب اللدفن، ص ٢٤، میر محمد کتب خانه، کراتشی) اسی سے علامہ حصکفی نے "در مختار" (کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنائز، ص۱۲۳، دار الکتب العلمیة بیروت،) میں نقل کیا ہے۔

کے مزارات طیبہ پر قُبّہ بنانا قُربت ہے۔ کما فی "مصباح الأنام"

حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی "فتح الباری شرح صحیح بخاری" میں فرماتے ہیں:

ضربُ الفُسطاطِ إن كان لغرض صحيح كالتّستُّر من الشّمس مثلاً للحيّ لا لإظلالِ الميّت فقط جاز

قبر پر خیمہ جب کسی نیک مقصد سے ہو تو صحیح ہے، جیسے کہ زندوں کے لئے دھوپ سے سایہ کرنے کے لئے تو جائز ہے نہ کہ میت کے لئے۔

اسی میں ہے:

إذا على القبرِ لغرضٍ صحيح لا لقصد المباهات جاز (١٠)

جب قبر پر خیمہ کسی نیک مقصد سے ہو تو درست ہے لیکن فخر کے لئے نہ ہو۔

دونوں اماموں حضرت ابن حجر عسقلانی وعلامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہما نے تو ان منھ زوروں کے منھ میں پتھر دے دیا، یہ متبعین شیخ نجدی جس علّت سے قُبّوں و مزاروں کے قلعہ قمع کرنے کے درپے ہیں، علمائے کرام اسی علّت سے اُن کے جواز بلکہ استحباب کا فتویٰ دیتے ہیں۔

محبوبانِ الٰہی ومقبولانِ بارگاہِ رسالت پناہی سے جلنے والے اسی لئے تو منع کرتے ہیں کہ اس میں ان کی تعظیم ہے، اور علماء انہیں اسی لئے جائز بلکہ قُربت فرماتے ہیں ملاحظہ ہو "تفسیر روح البیان":

بناءُ القِبابِ على قُبورِ العُلَماءِ و الأولياءِ و الصُّلَحاءِ أمرٌ جائز إذا قصد بذلك التّعظيم في أعيُنِ العامّةِ حتى لا يَحتَقِرُوا صاحبَ هذا القبر (١١)

علماء، اولیاء اور صالحین کی قبروں پر قُبّہ بنانا جائز ہے جب اس سے عوام کی نگاہ میں عزّت دلانا مقصود ہو تا کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

یہ دشمنِ دین وایمان جو آج اس تعظیم محبوبانِ خُدا کی وجہ سے ان کے مزاراتِ طیبہ کھودے

١٠۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، كتاب الجنائز، باب الجريدة على القبر، تحت رقم: ١٣٦١، ٢/١/٢٨٦، دار الكتب العلمية بيروت

١١۔ تفسیر روح البیان، سورة التوبة: ١٨، ٣/١٠/٥، دار احياء التراث العربي، بيروت

ڈالتے ہیں، اور ان کا ہدم واجب ٹھہراتے ہیں، خیریت ہوئی کہ انہیں اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ نماز جنازہ میں بھی تعظیم میّت ہے، اور وہ اسی لئے مشروع ہوئی ہے اسی واسطے کافر و باغی و قُطّاع الطّریق جن کی اہانت لازم ہے، اُن کے جنازہ کی نماز نہیں ہوتی، اگر اس طرف انہوں نے توجہ کی تو یہ فرضِ کفایہ نمازِ جنازہ کو بھی حرام وشرک ٹھہرائیں گے۔

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

هذه الصّلاة شُرعت لتعظيم الميّت، و لهٰذا تسقط من تجب إهانته كالباغي، و الكافر، و قاطع الطّريق (١٢)

یہ نماز (جنازہ) میت کی تعظیم کے لئے پڑھی جاتی ہے، اسی لئے جس کی اہانت واجب ہے مثلاً باغی، کافر اور ڈاکو کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری
رضوی بریلوی، عفی عنہ

١٢۔ بدائع الصّنائع، كتاب الصّلاة، فصل في بيان ما تصحّ به و تفسده، ٢/٣٤٦، دار الكتب العلمية بيروت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم

مقابر و مقامات و مساجد کا ڈھادینا وہابیہ ہند کے نزدیک قابل الزام نہیں

ابن سعود نے سرزمینِ حرم میں جو مظالم کیے ہیں، انہوں نے مسلمانانِ عالم کو تڑپا دیا ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ اُس کے حامی باوصف دعویٰ علم وفضل اس کی ذلیل ترین حرکات پر پردے ڈالنے، بلکہ اُس کے خبیث افعال کو جائز ٹھہرانے کے لئے ہر قسم کی طاقتیں صرف کر رہے ہیں۔ اخباروں میں فتووں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مولوی محمد رفیع عثمانی، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبدالحلیم، مولوی ولایت احمد، مولوی عبدالحی کے فتوے چھاپے گئے ہیں۔ ان میں یہ زور دیا گیا ہے کہ مزارات پر قُبّے بنانا شرعاً ناجائز اور قابلِ انہدام ہے بلکہ بعضوں نے اس کا ڈھانا واجب کیا ہے۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ ابن سعود نے جو اکابر صحابہ کے مزارات کے ساتھ گستاخیاں کی ہیں، ان سب کو جائز قرار دیا ہے، لیکن ان کے اس جانکاہی سے بھی مدعا حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ابن سعود نے قبروں اور مزاروں پر قبے ہی ڈھانے پر اکتفا نہیں کیا، اس نے مسجدیں بھی شہید کی ہیں۔ بے گناہوں کو قتل بھی کیا ہے، مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر نجاستیں بھی ڈالی ہیں۔ اَمکنہ متبرکہ (مقدس مقامات) کو گدھوں کی لیدوں سے بھی بھر دیا ہے۔ قبروں پر پٹرول ڈال کر آگ بھی لگائی ہے، مسجدوں کی کڑیاں بازاروں میں بکوائی ہیں۔ اگر ابن سعود کو بَری کرنا منظور ہے تو ان تمام افعال کو بھی جائز کہیے۔ اتنے فتوے ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اخباروں کے صفحات اُن سے لبریز ہوتے ہیں لیکن کہیں یہ فتویٰ نہیں لکھا جاتا کہ مسجد ڈھانے والے کا کیا حکم ہے؟ اُس کو سلطان غازی کہنا اُس کی فتح ونُصرت کے لئے دعا کرنا کیسا ہے؟ باوجود نجدی کے ان افعال کے اور باوجود اس کے کہ مسلمان اس کے

مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ طائف و مکہ مکرمہ میں لوگوں نے بے روک ٹوک اس کو داخل ہونے دیا۔ اس پر لوٹ مار، قتل، غارت، خوں ریزی، بے حرمتی کے جو واقعات اس سے ظہور میں آئے، یہ وہابی علماء اس سے چشم پوشی کر لیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اس کے تمام افعال کے حامی ہیں حتی کہ اس کے لشکر کی نُصرت کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ لشکر کفار کے مقابلہ میں کبھی نہیں آئے۔ ان کے ظلم کی تلوار مسلمان علماء، سادات، باشندگانِ بیت الحرام کی گردنوں پر چلتی رہی ہے۔ اور اُس کے لشکر انہیں پر ظلم وستم توڑتے رہے ہیں۔ پھر اس کی نُصرت و تائید کی دعا پتہ دیتی ہے کہ یہ قتل و غارت مفتی صاحب کے نزدیک عین اسلام کے مطابق ہو۔ اور ہندوستان کے وہابی مفتی بھی نجدی کی طرح تمام مسلمانان عالم کو کافر و مشرک، واجبُ القتل، مباح الدم جانتے ہیں حتی کہ اس دعا میں یہ کلمات بھی ہیں:

وَ امْحَقْ بِسَیْفِہٖ رِقَابَ الطَّآئِفَۃِ الْبَاغِیَۃِ الْکَفَرَۃِ الظَّلَمَۃِ

یعنی، یاربّ باغی کافر ظالم گروہ کی گردنیں اس کے تلوار سے ساد ھے۔

تو اب جو مکہ مکرمہ اور طائف میں بے گناہ مارے گئے، یا مارے جارہے ہیں یا مدینہ طیبہ کے حملے میں مارے جائیں، یہ تمام دیندار مسٹر محمد علی صاحب کے جامعہ ملّیہ (۱) کے مفتی صاحب کے نزدیک کافر فاجر ظالم ہیں۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ کسی پر چڑھ کر نہیں گئے، اپنی جانوں کی حفاظت تک نہ کر سکے، مگر پھر بھی کافر فاجر باغی ظالم ہوئے۔

عجیب واقعہ ہست و غریب حادثہ ایست
اَنَا اُضطرب قتیلاً و قاتلی شاکی

جمیعۃ العلماء کے مفتی مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

اونچی اونچی قبریں بنانا، قبریں پختہ بنانا، قبروں پر گنبد اور قُبّے اور عمارتیں بنانا، غلاف ڈالنا، چادریں چڑھانا، نذریں ماننا، طواف کرنا، سجدہ کرنا یہ تمام اُمور منکرات شرعیہ

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد مولانا محمد علی جوہر نے ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ میں رکھی اور جو ۱۹۲۵ء میں دہلی منتقل ہوئی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ آج ایک سرکاری مرکزی یونیورسٹی ہے جس کی افتاء کا کورس نہیں، مگر عجب نہیں کہ مولانا محمد علی جوہر جو اپنے طور پر ایک دینی مزاج شخص تھے، ان دنوں فتویٰ صادر کرتے ہوں اور جو جامعہ ملیہ کی طرف منسوب سمجھا جاتا رہا ہو۔ نعمان اعظمی

میں داخل ہیں، شریعت مقدسہ اسلامیہ نے اِن اُمور سے صراحۃً منع فرمایا ہے۔
احادیث صحیحہ میں اس قسم کے اُمور کی ممانعت وارد ہے جو شرک یا مُفْضِیْ اِلَی الشِّرْك (شرک کی طرف لے جانے والی) ہیں۔

ان مفتی صاحب نے مذکورہ بالا تمام اُمور کو شرک یا مُفْضِیْ اِلَی الشِّرْك بتا کر تمام اُمتِ اسلامیہ کو، جن میں رسول کرم ﷺ کے اصحاب بھی ہیں، شرک کا نشانہ بنا دیا اور اس شرک کے احاطہ سے کسی قرن کے مسلمان باہر نہیں جاسکتے۔ ان مفتی صاحب نے یہ بھی تصریح کردی کہ ابن سعود کے عقائد و اعمال میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ان کو قابل الزام قرار دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جمعیۃ العلماء کے یہ مفتی صاحب نجدی عقائد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے کسی فعل کو قابلِ الزام بھی نہیں جانتے۔ اب جس قدر بھی مظالم اور مساجد و مقابر کی توہین اور عورتوں کی بے حرمتی اور بوڑھوں اور بچوں کا قتل وغیرہ، جتنے افعال شنیعہ نجدی نے کئے ہیں ان میں کوئی ان مفتی صاحب کے نزدیک قابلِ الزام نہیں، پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ابن سعود اور اس کے ہوا خواہ یہ وعدہ کس طرح کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں کوئی خلافِ شرع اُمور، آزار دینے والا کام نہ کیا جائے گا۔ اور ہندوستان کے وہابی اور نجدی کے ہندی قافلہ سالار لیڈر ان مسلمانوں کو یہ کس طرح بتاتے ہیں کہ اب وہ آئندہ کسی مزار کی توہین نہ کرے گا؟ اور اس سے کوئی ظلم وقوع میں نہ آئے گا، جب اس کا ظلم اور توہین قابلِ الزام بھی نہ ہو تو اس کا یہ وعدہ کہ وہ کوئی کام خلاف شرع نہ کرے گا اور مدینہ طیبہ کا احترام رکھے گا، یہ مزارات متبرکہ اور مشاہد مقدسہ اور مساجد کے حفظ احترام کے معنی میں کس طرح آسکتا ہے؟ اور مسلمانوں کو اس کی طرف سے مطمئن کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ آج انہیں بے وقوف بنایا جائے کہ یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اس کا کوئی فعل قابلِ الزام نہیں ہے جو کچھ وہ کرچکا ہے اس کا ماسوا کوئی اور کام اس نے کیا ہوتا تو اعتراض کرو، ان میں سے تو کوئی بات قابلِ گرفت نہیں ہے۔ اس پر نظر کرتے ہوئے ان فتووں کے جواب کی طرف التفات کرنا بھی کچھ ضروری نہ سمجھتا تھا، کیونکہ جو لوگ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہوں اور جن کے مذہب میں مسجدیں ڈھانا تک

جائز، نا قابل الزام ہو اس گروہ کا فتویٰ مسلمانوں کی نظر میں کچھ بھی وُقعت نہیں رکھتا۔ علاوہ بریں وہ تعصُّب کے رنگ میں اس قدر ڈوب کر لکھا گیا ہے کہ عاقل مُتیقظ (بیدار) اسی تحریر پر نظر ڈال کر اس سے متنفر ہوسکتا ہے۔

یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ نجدی کے افعال کے بعض نجدی کے کمزور حامی یہ قابل مضحکہ توجیہ کردیا کرتے ہیں کہ یہ مظالم اس کے لشکر نے کئے ہیں ان سادہ لوحوں کے خیال میں کسی بادشاہ کی طرف وہی فعل منسوب ہوسکتے ہیں، جو وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ قلعہ بنانا، ملک فتح کرنا، مارنا، قتل کرنا کون بادشاہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے؟ یہ سب کام اُن کے خُدام لشکری ہی انجام دیتے ہیں۔ مگر یہ عجیب قسم کی محبت ہے کہ ابن سعود کے بُرے افعال خادموں کی طرف منسوب کردیئے جائیں، گو اس کے زبردست حامی جیسے یہ علماء وہابیہ ہیں، وہ اس توجیہ کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ جرأت کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کے افعال قابلِ الزام نہیں۔ ان بزرگواروں سے میری یہ استدعا ہے کہ جہاں انہوں نے قبّوں کی حُرمت اور ان کے قابلِ انہدام ہونے کا فتویٰ دے کر ان الزاموں سے نجدی کو بَری کرنا چاہا ہے وہاں وہ خون ریزی اور ہدم مساجد کی اِباحت بلکہ وُجوب پر اتنا زورِ قلم صَرف کرکے نجدی کی پوری پوری اعانت کریں، اور جرأت کے ساتھ اپنے عقیدے اور مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کردیں، چونکہ میرے محترم کرم فرمانے ان فتووں کے جواب لکھنے کے لئے مجھے ایما فرمایا ہے، اس لئے میں ان تمام فتووں کو زیرِ نظر رکھ کر مسئلہ کی اصلی صورت پیش کرتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق بولنے، حق لکھنے کی توفیق دے اور تعصّب اور طرفداری اور سخن پروری کی آفات سے بچائے۔ (آمین) حسبنا اللہ ھو نعم المولیٰ و نعم المعین

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد للّٰہ ربّ العالمين و الصّلاة و السّلام على سيّد الأنبياء و المرسلين

و على آلهِ الطّيّبين و أصحابهِ الطّاهرين

مذکورہ بالا اصحاب کے تمام فتوے میرے زیرِ نظر ہیں، انہوں نے اپنے مدعا کی تائید میں جس قدر عبارات پیش کی ہیں اُن سب کا دارومدار چند احادیث پر ہے، میں انہیں پہلے ذکر کر دوں اور اس کے بعد ان کے معانی سے بحث کروں کہ بعونِ اللہ حق واضح ہو جائے۔

احادیث

حدیث اول:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (٢)

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

حدیث دوم

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ، وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ (٣)

٢۔ صحیح بخاری، كتاب الجنائز، باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور، ٢٤٩/١، جمعية المكنز الاسلامى، قاهره، و برقم: ١٣٣٠، ٣٢٣/١، دار الكتب العلمية بيروت
أيضاً صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصّلاة، باب النّهى عن بناء المساجد على القبور، ٢١٣/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم: ١٩ـ (٢٩)، ص١٩٧، دار الكتب العلمية، بيروت
أيضاً سُنَن النسائى، كتاب الجنائز، باب اتخاذ القبور مساجد، ٣٣٦/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم: ٢٠٤٢، ٩٧/٤/٢، ٩٨، دار الفكر، بيروت
أيضاً فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الصّلوٰة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية، ٢٧٢/٢، دار ابى حيان، قاهره

٣۔ سُنَن أبى داؤد، كتاب الجنائز، باب فى زيارة النّساء القبور، ٥٦٠/٢، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم: ٣٢٣٦، ٣٦٢/٣، دار ابن حزم، بيروت

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اُن پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

حدیث سوم

عَنْ أَبِيْ هَيَّاجِ الْأَسَدِيْ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيٌّ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهٗ، وَ لَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهٗ (٤)

ابو ہیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھ سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر (تصویر کی بجائے مجسمہ مناسب ہے) کو بے مٹائے نہ چھوڑے اور نہ کسی قبر کو بے برابر کئے۔

حدیث چهارم

عَنْ جُنْدُبَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: أَلَا وَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَ صَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا وَ لَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ

أيضاً سنن الترمذى، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى كراهية زياة القبور للنّساء ٢٨٣/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم:١٠٥٦، ١٥٥/٢، دار الكتب العلمية بيروت
أيضاً سُنَن النّسائى، كتاب الجنائز، باب التّغليظ فى اتخاذ السُّرج على القبور، ٣٣٥/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم:١٠٣٩، ٩٧/٤/٢، دار الفكر، بيروت
أيضاً سُنَن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى النّهى عن زيارة النّساء القبور، برقم:١٥٧٤، ١٥٧٥، ١٥٧٦، ٢٦٧/٢، ٢٦٨، ٢٦٩، دار الكتب العلمية، بيروت

٤۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ٣٨٠/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم: ٩٣ـ (٩٦٩)، ص٣٤٧، دار الكتب العلمية بيروت
أيضاً سُنَن أبى داؤد، كتاب الجنائز، باب فى تسوية القبر، ٥٥٧/٢، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم:٣٢١٨، ٣٦٥/٣، دار ابن حزم، بيروت
أيضاً سُنَن التّرمذى، كتاب الجنائز، باب ما جاء فى تسوية القبور، ٢٨٢/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم: ١٠٤٩، ١٥١/٢، دار الكتب العلمية، بيروت
أيضاً سُنَن النّسائى، كتاب الجنائز، باب تسوية القبور إذا رفعت، ٣٣٣/١، جمعية المكنز الإسلامى، قاهره، و برقم:٢٠٢٧، ٩٠/٤/٢، ٩١، دار الفكر، بيروت

إِنِّیْ أَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (٥)

جندب سے مروی ہے کہا، میں نے نبی ﷺ سے سُنا فرماتے تھے خبردار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء و صالحین کی قبروں کو مسجد بناتے تھے، خبردار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع فرماتا ہوں۔

حدیث پنجم

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَ أُمَّ سَلَمَةَ ذَکَرَتَا کَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ، فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَذَکَرَتَا ذٰلِکَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: "إِنَّ أُوْلٰئِکَ، إِذَا کَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، وَ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْکَ الصُّوَرَ، أُوْلٰئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اُمّ حبیبہ اور اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں ہیں تو حضور سے یہ ذکر کیا، حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی مردِ صالح انتقال فرماتا اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں تصویریں بناتے، وہ اللہ کے نزدیک روزِ قیامت بدترین خلق ہیں۔

حدیث ششم

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا يُعْبَدُ،

٥۔ عن جندب قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ بِخَمْسٍ، وَ هُوَ يَقُوْلُ: "إِنِّیْ أَبْرَأُ إِلَی اللّٰهِ أَنْ يَکُوْنَ لِیْ مِنْکُمْ خَلِيْلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِيْلًا کَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِیْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَکْرٍ خَلِيْلًا، أَلَا وَ إِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَ صَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّیْ أَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصّلاۃ، باب النّھی عن بناء المساجد علی القبور، ١/٢١٣، ٢١٤، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ٢٣۔ (٥٢٣)، ص١٩٧، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

٦۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب بناء المسجد علی القبر، ٤/٣٤١، دار ابی حیان، قاھرہ

اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، رواہ مالک مرسلاً (٧)

الٰہی میری قبر کو بت نہ بنا کہ پوجی جائے، اللہ کا غضب اس قوم پر بہت سخت ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

حدیث ھفتم

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ، وَ أَنْ يُکْتَبَ عَلَيْهَا وَ أَنْ تُوْطَأَ (٨)

حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کیا جائے اور اُن پر کتابت کی جائے اور وہ پامال کی جائیں۔

مسطورہ بالا احادیث اور ان کے ہم معنی خواہ اور بھی کتنی ہی ہوں، بس یہی سرمایہ ہے جس پر مفتیانِ جمیعۃ العلماء، جامعہ ملیہ وغیرہ کو اعتماد ہے، اور جس کے بھروسہ پر وہ اکابرِ اسلام کے مزارات منہدم کرنے کا فتویٰ دے رہی ہیں۔ باقی تمام عبارات جو انہوں نے نقل کی ہیں ان میں بھی انہیں حدیثوں سے تمسّک کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب ہمیں یہ تحقیق کرنا ہے کہ آیا احادیث مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

أیضاً فتح الباری بشرح صحیح البخاری، فی کتاب الصّلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ، ٢/٢٧٢، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ

أیضاً صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصّلاۃ، باب النّھی عن بناء المساجد علی القبور، ١/٢١٣، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ١٦۔ (٥٢٨)، ص١٩٦، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

٧۔ المؤطا للإمام مالک، کتاب قصر الصّلوٰۃ فی السّفر، باب جامع الصّلوٰۃ، ص٥٨، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ٩/٢٤/١٩١، ص١٢٧، دار احیاء التّراث العربی، بیروت

أیضاً مشکاۃ المصابیح، باب المساجد و مواضع الصّلاۃ، الفصل الثّالث، ص٧٢، مطبوعۃ: رضا اکادمی، ممبئی

٨۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیۃ تجصیص القبور و الکتابۃ علیھا، ١/٢٨٢، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ١٠٥٢، ٢/١٥٣، دار الکتب العلمیۃ بیروت

أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الجنائز، باب البناء علی القبر، ١/٣٣٢، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ٢٠٢٤، ٢/٤/٨٩، ٩٠، دار الفکر، بیروت

أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیّت، الفصل الثّانی، ص١٤٨۔ ١٤٩، رضا اکادمی، ممبئی، و برقم: ١٧٠٩۔ (١٧)، ١/٣٢٤، دار الکتب العلمیۃ بیروت

حدیث اول، دوم، چہارم، پنجم اور ششم میں یہود و نصاریٰ پر انبیاء و صلحاء کی قبروں کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے۔ حدیث سوم میں بلند قبر کو برابر کرنے کا ذکر ہے، حدیث ہفتم میں قبروں کو پختہ کرنے سے نہی ہے۔

ان احادیث کو بزرگانِ دین اور صلحاء و انبیاء کے قبہائے مزار سے کیا تعلق ہے؟ اتنا تو اردو جاننے والا بھی محض ترجمہ سے بھی سمجھ سکتا ہے۔ یہود و نصاریٰ پر انبیاء و صلحاء کی قبروں کو مسجد بنا لینے پر جو لعنت فرمائی گئی اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث کے شروح کی طرف ہاتھ بڑھانے سے قبل پانچویں اور چھٹی حدیث پر نظر کرنے سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے۔

پانچویں حدیث میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال فرماتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے، اور اس میں ان کی تصویر بناتے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزِ قیامت بدترین خلق ہیں۔ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کا قبورِ انبیاء پر مسجد بنانا، اُن قبور یا تصویر کی عبارت کے لئے تھا اور یہ بے شک مستحقِ لعنت ہے۔

چھٹی حدیث میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہے کہ ارشاد فرمایا، یا رب! میری قبر کو بُت نہ بنا کہ پوجی جائے، اللہ کا سخت عذاب ہے اُس قوم پر جس نے انبیاء کی قبر کو مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتا دیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے، یا کم از کم انہیں قبلہ بنا کر اُن کی طرف نماز پڑھی جائے جیسا کہ ابو مرثد غنوی کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا:

لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا (۹)

قبروں پر نہ بیٹھو، نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔

اس سے خاص قبر کے اُوپر نماز بھی ممنوع ہوئی کہ اِس میں جُلوس علی القبر ہوگا، اور قبر حقِ مقبور ہے۔ و القبر حقٌّ للمقبور اور اسی وجہ سے حضور نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور اس سے

۹۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النّھی عن الجلوس علی القبر و الصّلاۃ إلیہ ۱/۳۸۰، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ۹۷ ۔ (۹۷۲)، ص۳٤۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت
أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیۃ المشی علی القبور، ۱/۲۸۲، جمعیۃ المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ۱۰۵۰، ۲/۱۵۱، ۱۵۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی کراھیۃ القعود علی القبر، ۲/۵۵۹، جمیعۃ

اپنی اُمّت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا، یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے۔ معاذ اللہ کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے؟ مسلمانوں پر یہ افتراء ملک گیری کے لئے انہیں مشرک ٹھہرا کر ان پر جہاد کرنے، اور ان کے ملک و مال لوٹنے کا ذریعہ ہے وہ بس۔ جن احادیث میں بناء کی ممانعت ہے ان سے بھی یہی بناء مراد ہے، یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔

خلاصہ یہ کہ احادیث مذکورہ بالا سے قُبّہ کی حرمت تو کیا ثابت ہوتی؟ جس کا ذِکر تک اِن میں نہیں ہے اور مسجد کی حُرمت بھی ثابت نہیں ہوتی جو قبر کے قریب عباداتِ اِلٰہی کے لئے بنائی گئی ہو۔ ائمہ مُحدّثین نے بھی اِن احادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے۔

شیخ العصر أوحدُ الحُفّاظ قاضی القُضاۃ علامہ ابو الفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''فتح الباری شرح البخاری'' میں فرماتے ہیں:

و قال البیضاوی: لما کانتِ الیھود و النّصاری یسجدون لقبور الأنبیاء تعظیماً لِشأنِھم و یجعلونھا قبلۃ یتوجّھون فی الصّلاۃ نحوَھا و اتّخذوھا أوثاناً لعنھم و منع المسلمین عن مثل ذلك، فأمّا من اتّخذ مسجداً فی جوار صالحٍ و قصد التّبرُّكَ بالقرب منه لا التّعظیمَ له و لا التّوجّه نحوَہ فلا یدخل فی ذلك الوعید (۱۰)

بیضاوی نے کہا جب کہ یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السّلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے اور ان قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں اُن کی طرف منھ کرتے تھے، اور انہیں بُت بنا کر پوجتے تھے، تو اللہ و رسول نے اُن پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بہ قصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیتِ تعظیم نماز اُس کی طرف نہ پڑھی وہ اِس وعید میں داخل نہیں۔

فوجہُ التّعلیل أنّ الوعیدَ علی ذلك یتناولُ من اتّخذَ قُبورَھم مساجدَ تعظیماً و مُغالاۃٌ کما صنع أھلُ الجاھلیۃ و جرّھم ذلك إلی عبادتھم، و یتناولُ مَن

المکتز الإسلامی، قاھرہ، و برقم: ۳۲۲۹، ۳/۳۵۹، دار ابن حزم، بیروت
۱۰۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، کتاب الصّلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ، ۲/۲۷۵، دار أبی حیان، قاھرہ، و تحت رقم: ٤۲۷، ٤۲۸، ۲/۱/۶۹۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اتّخذَ أمكِنَة قُبورَهم مساجدَ بأن تُنبشَ و تُرمٰى عظامُهم، فهذا يختصُّ بالأنبياء و يلتحِقُ بهم أتباعُهم، و أمّا الكَفَرةُ فإنه لا حرجَ فى نبشِ قُبورِهم، إذ لا حرج فى إهانَتِهم (۱۱)

وجہِ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید اُن لوگوں کو شامل ہے جنہوں نے انبیاء و صالحین کی قبروں کو تعظیماً مسجد بنایا، جیسا کہ اہلِ جاہلیت کا عمل تھا، جس میں بڑھتے بڑھتے وہ اُن کی عبادت ہی کرنے لگے، اور یہ وعید اُن کو بھی شامل ہے جو صالحین کی قبریں اُکھاڑ کر اُن کی جگہ مسجدیں بنائیں۔ یہ ممانعت انبیاء اور اُن کے متبعین کے ساتھ خاص ہے، کفار کی قبریں کھودنے میں حرج نہیں، کیونکہ اُن کی اہانت میں حرج نہیں۔

نیز اس میں ہے:

و ما يُكره من الصّلاة فى القبورِ يتناول ما إذا وقعتِ الصّلاة على القبرِ، و إلى القبرِ، و أو بين القبرَين، و فى ذلك حديث رواه مسلم من طرق أبى مرثد الغَنَوِى مرفوعاً "لَا تَجلِسُوا عَلَى القُبُورِ، وَ لَا تُصَلُّوا إِلَيهَا أَو عَلَيهَا" قلتُ: و ليس هو على شرطِ البخارى، فأشار إليه فى التّرجمة، و أورَد معه أثر عمر الدّالُ على أن النّهى عن ذلك لا يقتضى فسادَ الصّلاة (۱۲)

قبروں میں نماز کی کراہت جب ہے کہ نماز قبر کے اُوپر، یا قبر کی طرف، یا دو قبروں کے درمیان واقع ہو اور اس مسئلہ میں ابو مرثد غنوی کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے فرمایا: ''قبروں پر نہ بیٹھو اُن کی طرف یا اُن کے اوپر نماز نہ پڑھو''۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں، اس لئے ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر وارد کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نہی نماز کے فساد کے مقتضی نہیں۔

۱۱۔ فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الصّلاة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية، ۲۷۳/۲، ۲۷٤، دار أبى حيان، قاهره، و تحت رقم: ٤۲۷، ٤۲۸، ۲/۱/۶۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت

۱۲۔ فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الصّلاة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية، ۲۷۳/۲، ۲۷٤، دار أبى حيان، قاهره، و تحت رقم: ٤۲۷، ٤۲۸، ۲/۱/۶۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت

ایسا ہی امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی نے ''عمدۃ القاری شرح بخاری'' (۱۳) میں فرمایا۔ اور ایسا ہی حضرت مُلّا علی قاری نے ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' (۱٤) میں تحریر فرمایا۔ شیخ عبد الحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں:

''وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ ''لعنت کردہ است رسول خدا ﷺ کسانے را کہ می گیرند بر قبور مسجد ہا، یعنی سجدہ برندگان بجانب قبر بقصد تعظیم (۱۵)

حضور ﷺ نے اُن لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کے اوپر مسجد بناتے ہیں، اُس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قبر کی طرف بہ قصد تعظیم سجدہ کریں۔

مراد از اتخاذ قبور مساجد، سجدہ کردن بجانب قبور است، و ایں بر دو طریق (تقدیر) متصوّر ست، یکے (آں کہ) سجدہ بقبور برند و مقصود عبادت آں دارند، چناں کہ بُت پرستان (بمعنی) می پرستند

دوم آں کہ مقصود و منظور عبادت (مولی) تعالیٰ دارند، و لیکن اعتقاد کنند کہ توجہ بہ قبور ایشاں در نماز و عبادت حق موجب قُرب و رضائے وے تعالیٰ (ست)، و موقع عظیم ست نز د حق تعالیٰ از جہت اشتمال وے عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیائے وے، و ایں ہر دو طریق نا مرضی و نا مشروع ست، اول خود شرک جلی و کفر صریح ست، و ثانی نیز حرام و ممنوع از جہت اشتمال بر شرک خفی، و بر ہر تقدیر لعن متوجہ ست

و نماز کردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام ست، و ہیچ کس را از علماء در آں خلاف نیست، اما اگر قُرب قبر ایشاں مسجدے بنا کنند تا نماز گزارند بے توجہ بجانب آں، تا (ببرکت)) بہ شرکت مجاورت بآں موضع کہ مدفن جسد مطہر ایشاں ست و (نوریست) بامداد نورانیت و روحانیت ایشاں عبادت کمال و قبول یابد (محظورے)

۱۳۔ عمدة القارى شرح البخارى، كتاب الصّلاة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهليّة الخ، ۳/٤۲٥، دار الكتب العلمية، بيروت

۱٤۔ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب الدّفن، الفصل الأول، ٤/٦۹، مكتبه امدادية، ملتان

۱٥۔ اشعة اللمعات، كتاب الصّلاة، باب المساجد و مواضع الصّلاة، الفصل الثّانى، ۱/۲٦٦، كتب خانه مجيديه، ملتان

دریں جا لازم نمی آید وبا کے ندارد(١٦)

قبروں کو مسجد بنانے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا مراد ہے،اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خاص قبروں کو سجدہ کیا جائے اور ان کی عبادت مقصود ہے، جیسے بُت پرست کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقصود تو عبادت الٰہی ہو لیکن اعتقاد یہ ہو کہ نماز و عبادت میں اُن قُبور کی طرف منہ کرنا قُرب و رضائے اِلٰہی کا موجب ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے کیونکہ یہ اللہ کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل ہے، یہ دونوں طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں۔ پہلا شرک جلی اور کفر خالص ہے اور دوسرا شرک خفی پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر تقدیر پر لعن متوجہ ہے۔

اور انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف تعظیم و تبرک کے ارادہ سے نماز پڑھنا حرام ہے اور علماء میں سے اس میں کسی کو خلاف نہیں، لیکن اگر اُن کی قبر کے نزدیک نماز کے لئے کوئی مسجد بنائی ،بغیر اس کے کہ نماز میں اُن قبروں کی طرف منہ کریں اس لئے کہ وہ جگہ جو اُن کے جسد مطہر کا مدفن ہے اس کی برکت سے اور اُن کی روحانیت و نورانیت کی امداد سے ہماری عبادت کامل و مقبول ہو، اس میں کوئی حرج اور کچھ مضائقہ نہیں۔(١٧)

١٦۔ مدارج النبوة، شیخ عبد الحق محدث دهلوی (فارسی) ٢/٢٧٤، ناشر: مرکز اهل سنت برکات رضا، پور بندر، گجرات، مذکورہ نسخہ کے مطابق مصنف کی نقل کردہ عبارت میں قوسین کی عبادت زیادہ ہے۔واللہ اعلم

١٧۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعة اللمعات" (کتاب الصّلاة، باب المساجد و مواضع الصّلاة، الفصل الأول، ١/٣٢٩، ٣٣٠، مطبوعہ: کتب خانه مجیدیه، ملتان) میں لکھتے ہیں کہ سجدہ گاہ بنانے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ ان کی قبور کی طرف سجدہ کریں انہیں معبود جانتے ہوئے جس طرح کہ بہت سے بُت پرست بتوں کی پوجا کرتے ہیں، دوسری صورت یہ کہ مقصود و منظور تو خُدا تعالیٰ کی عبادت ہی ہو مگر اعتقاد یہ رکھیں کہ حق تعالیٰ کی عبادت اور نماز ان قبور کی طرف توجہ، قرب و رضائے حق تعالیٰ کا موجب و ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر و منزلت ہے کہ یہ چیز بھی عبادت پر مشتمل ہے اور اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم میں مبالغہ اور زیادتی پائی جاتی ہے یہ دونوں طریق ناپسندیدہ و نامشروع ہیں، پہلی صورت تو شرک جلی اور کفر ہے۔ دوسری صورت بھی حرام ہے کہ اس میں بھی خُدا تعالیٰ کے ساتھ شرک پایا جاتا ہے، اگرچہ دوسری صورت میں شرک خفی ہے اور دونوں صورتوں کا مرتکب انسان لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور بقصد تعظیم و تبرک کسی نبی یا مرد صالح کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے، اس حرمت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ہاں اگر اس کے قریب مسجد تعمیر کریں یا نماز ادا کریں بغیر اس کے کہ نماز میں اس کی طرف توجہ کی جائے تا کہ اس کے جسد مطہر کے مدفن کے پڑوس کی برکت اور ان کی روحانیت کی نورانیت کی امداد سے عبادت میں کمال پیدا ہو جائے اور وہ عبادت شرف قبولیت حاصل کر لے تو اس نیت اور اس طریقہ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مفتیانِ جدّت طراز نے جو مطلب احادیث سے نکالنا چاہا وہ صحیح نہیں اور انہیں ان احادیث سے استدلال نہیں پہنچتا۔درمختار(١٨) میں ہے:

و لا یُجصّص للنّهی عنه و لا یُطیّنُ و لا یُرفع علیه بناء، و قیل: لا بأس به وهو المختار کما فی کراهة "السراجیة"(١٩)

قبر پر نہ عمارت بنائی جائے نہ وہ گچ سے پختہ کی جائے اور نہ اینٹ سے بنائی جائے کیونکہ اس سے منع کیا گیا اور کہا گیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار مذہب ہے۔

حدیث سوم، جس میں حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السّلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کر دوں اور جو قبر بلند پاؤں اُس کو برابر کر دوں۔اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل مفتی صاحبان پر لازم تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ وہ قبور مسلمانوں کی تھیں۔

دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے؟ آیا بالکل زمین سے ہموار کر دینا کہ نشان بھی باقی نہ رہے تو یہ سنّت متوارثہ سے معارض ہے۔

تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے؟ جب اِن اُمور کو صاف کر لیتے تب انہیں استدلال کی گنجائش تھی ،اب میں بالاختصار عرض کروں؟ یہ بات تو ہر مومن کے لئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبور بنیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کہ

میں کوئی خرابی اور حرج نہیں ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔اور اشعة اللمعات، کتاب الجنائز، (باب زیارة القبور، ١/٧١٦) میں لکھا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ ان کی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اس کی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تا کہ اس کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اس کی روح پاک کا قُرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج و ممانعت نہیں۔

١٨۔ الدّر المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، ص١٢٣، دار الکتب العلمیة بیروت

١٩۔ الفتاوی السّراجیة، کتاب الکراهة و الاستحسان، باب العبادة و القبور، ص٧٣، میر محمد کتب خانه، کراتشی۔ اور اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ "إحکام" میں "جامع الفتاوی" کے حوالے سے ہے کہ و قیل: لا یکرهُ البناء إذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السّادات (ردّ المحتار علی الدّر المختار، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنازة، ٥/٣٥٠، دار الثقافة و التراث، دمشق)

عادت شریف دفن میں شرکت کی تھی اور اپنے نیاز مندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے، تو جس قدر قُبور زمانہ اقدس میں بنیں صحابہ نے بنائیں حضور کی موجودگی میں بنائیں، اور موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کوئی کام بے دریافت کئے کب کرتے تھے؟ وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی بن گئی تھیں اور اُن کے مٹانے کا حکم دیا؟ یہ بات بالکل عقل سے باہر ہے۔ البتہ کُفّار کی قبریں بہت بہت اونچی بنائی جاتی تھیں جیسا کہ اب بھی نصاریٰ کی قبریں دیکھی جاتی ہیں، حضور نے ان کے ڈھانے کا حکم دیا، کمافی الصّحاح اور کُفّار کی قبریں ڈھانا جائز بھی ہے۔ مسلمانوں کی قبریں ڈھانا توہین ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ (٢٠)

حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرکین کی قبروں کے لئے حکم فرمایا وہ اُکھاڑ دی گئیں۔

یہ کہاں سے کہا جاتا ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مسلمانوں کی قبروں کے لئے حکم ہوا تھا؟ یا مشرکین کا حکم مسلمانوں پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''فتح الباری'' جلد۲، ص۲۷۳ میں فرماتے ہیں:

قولہ: باب هل تُنبش قُبور مُشركى الجاهلية أى دون غيرها من قُبور الأنبياء و أتباعهم لما فى ذلك من الإهانة لهم، بخلاف المشركين فإنهم لا حرمة لهم (٢١)

باب اس کا کہ کیا جاہلیت کے مشرکین کی قبریں اُکھاڑ دی جائیں یعنی انبیاء اور اُن کے متبعین کی قبروں کے علاوہ، کیونکہ اِس میں اُن کی اہانت ہے، برخلاف مشرکین کے اِس لئے کہ اُن کی کوئی عزّت نہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

و فى الحديث جواز التّصرّف فى المقبرة المملوكة بالهبة و البيع و جواز

٢٠۔ صحيح البخارى، كتاب الصّلاة، باب هل تُنبش قبور مُشركى الجاهلية الخ، برقم: ٤٢٨، ١/١١٠، دار الكتب العلمية، بيروت۔ فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الصّلوٰة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية، ٢/٢٧٣، دار ابى حيان، قاهره

٢١۔ فتح البارى بشرح صحيح البخارى، كتاب الصّلاة، باب (٤٨) هل تُنبش قُبور مُشركى الجاهلية ٢/٢٧٣، دار ابى حيان قاهرة، و ٢/١/٦٩٠، دار الكتب العلمية، بيروت

نبش القبور الدّارسة إذا لم تكن محرمة (٢٢)

اور حدیث میں بیع اور ہبہ کے ذریعے مملوکہ مقبرہ میں تصرف کرنا جائز ہے اور بوسیدہ قبروں کو اکھاڑنا جائز ہے جب کہ باعزّت نہ ہوں۔

کیا مشرکینِ جاہلیت کی قُبور اُکھاڑ دی جائیں، یہ جائز ہے؟ عنوان باب یہ تھا علامہ فرماتے ہیں یعنی سوا انبیاء اور اُن کے متبعین کے، کیونکہ اُن کی قبریں ڈھانے میں اُن کی اہانت ہے، بخلاف مشرکین کے کہ اُن کی کوئی حرمت نہیں۔ یعنی حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو مقبرہ ہبہ و بیع سے مِلک میں آ گیا ہو، اُس میں تصرف کیا جائے، اور پُرانی بوسیدہ قبریں اُکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

اِن عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں محترم ہیں۔ اُن کو ڈھانا، ان میں تصرف کرنا، ناجائز اور ان کی اہانت ہے۔ قبریں اُکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کے لئے ہے۔ یہ بالاجماع والاقتصار ان تمام فتووں کی حقیقت ہے جو ''اخبار الجمیعۃ'' اور ''ہمدرد'' میں چھپے ہیں۔ ایک تحریر مولوی سلیمان صاحب ندوی کی اخبار ''زمیندار'' میں چھپی ہے۔ انہوں نے قبوں کے جواز و عدم جواز سے تو بحث نہیں کی، مگر وہ اس کے درپے ہیں کہ قبر اکثر مفروض ہیں لیکن ان کی یہ تحریر نجدی کو جرم سے بَری نہیں کرتی، کیونکہ نجدیوں نے مساجد بھی شہید کی ہیں۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بحث فرمائی ہے کہ مسجدِ جن میں سورۂ جن نازل نہیں ہوئی تھی۔ اور مسجد اِنَّا اَعْطَيْنَا میں سورۂ اِنَّآ اَعْطَيْنَا نازل نہیں ہوئی تھی۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایں بحث چہ معنی دارد؟ اگر یہی فرض کرلیا جائے تو کیا ان مساجد کا ڈھانا جائز ہو گیا؟ ہندوستان کی کسی مسجد میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی تو کیا یہاں کی تمام مسجدیں شہید کر دی جائیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کسی قبر کا کسی زمانہ میں واقع ہونا آیا یہ مسائلِ دینیہ او راحکام شرعیہ میں سے کوئی ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے حدیث صحیح الاسناد ضروری ہو؟ اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو وہ قبر بھی ثابت نہ ہو۔ ہندوستان میں لاکھوں اولیاء کے مزار ہیں، حدیث کے قاعدہ سے کسی کی اسناد محفوظ و مکتوب نہیں، تو کیا یہ ان لوگوں کی قبریں

٢٢۔ مرجع سابق، ٢/٢٧٦۔ فتح البارى، كتاب الصّلاة، باب (٤٨) هل تُنبش قُبور مُشركى الجاهلية الخ، تحت رقم: ٤٢٧، ٤٢٨، ٢/١/٦٩٢، ٦٩٣، دار الكتب العلمية، بيروت

نہیں ہیں؟ اس سے ان کا ڈھانا جائز ہو جائے گا؟ مسلمانوں کا نسلاً بعد نسلٍ ایک چیز کی نسبت خبر دینا کیا مسلمان کے وثوق و اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے؟ اگر مولوی صاحب ایسا فرمائیں تو صدہا مثالیں ایسی پیش کی جاسکیں گی جہاں مولوی صاحب محض نقل وشہرت پر اعتماد فرما کر احکام شرعی جاری کرتے ہوں۔ البتہ جہاں نقل مخالف موجود ہو وہاں غور کی حاجت ہوتی ہے، اس میں بھی جب تک قبر ہونے کا بطلان یقینی نہ ہو جائے اس کو ڈھانے کا جواز محض ادعا ہے، جس کی کوئی سند مولوی صاحب کے پاس نہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مقام ابواء میں بنائی گئی، یہ مسلّم لیکن اس حدیث پر بھی تو نظر رہے جو طبرانی اور ابن شاہین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

إنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ بِالْحَجُوْلِ كَئِيْبًا حَزِيْنًا و في رواية وَ هُوَ بَاكٍ حَزِيْنٌ فَاَقَامَ بِهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا، قَالَ: يُخَاطِبُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا "سَأَلْتُ رَبِّي فَأَحْيَا لِي أُمِّي فَآمَنَتْ بِي ثُمَّ رَدَّهَا"

یعنی، حضور انور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حجول میں ایک اونچی جگہ ٹھہرے اور اس وقت حضور غمگین تھے اور گریہ فرماتے تھے، وہاں کچھ دیر قیام فرمایا اور پھر مسرور واپس تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی اُس نے میرے لئے والدہ کو زندہ کیا، پھر وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر انہیں واپس کر دیا۔

حجول مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے جس کو جنت المعلیٰ کہتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ کی قبر مکہ مکرمہ میں ہے اس میں علماء نے اس طرح تطبیق دی ہے:

و قيل جمعاً بين الرّوايتين أنها دُفنتْ أولاً بالأبواء ثم نبشت و نُقلتْ إلى مكة و دُفنتْ بالحجول (٢٣)

اور کہا گیا کہ دونوں متضاد روایتوں میں موافقت یوں دی جاسکتی ہے کہ پہلے ابواء میں دفن کی گئیں پھر وہاں سے مکہ کی طرف نقل کر کے حجول میں دفن کی گئیں۔

٢٣ـ آثار محمديه و سيرة نبويه للعلامة احمد زيني دحلان مكي رحمة الله تعالىٰ عليه

حرمین طیبین کی طرف اموات کا نقل کرنا وہاں کے برکات حاصل کرنے کے لئے سلف میں بہت ہوا ہے، اب اس قبر کا انکار اور اس پر مضحکہ اپنا ہی مضحکہ ہے، مکانِ میلاد کی نسبت مولوی صاحب نے بہت تہذیب کے خلاف دل آزار الفاظ استعمال کئے ہیں، حضور کی ولادت شریفہ کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

"کہ یہ مقام جہاں حضور انور ﷺ نے شکم مادر سے گر کر اس سطح خاکی کو شرف فرمایا تھا"۔ (نقلِ کفر کفر نباشد)

گرنے کا لفظ حضور کے لئے استعمال کرنا ایماندار سے کس طرح متصوّر رہو؟ کیا جرأت ہے کہ یہ کلمہ حضور انور ﷺ کے لئے استعمال کیا گیا؟ یہ ایمان ہو تو پھر آثار پیغمبر علیہ السّلام کا مٹانا کچھ تعجب نہیں! مولدِ نبی علیہ السّلام کا مکان بزرگانِ اسلام اور علماءِ دین کا زیارت گاہ رہا ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں، مولوی صاحب کا تمسخر اس کی تکذیب کے لئے نص نہیں ہوسکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ سیرت کی کتابوں میں تذکرہ نہیں، میں کہتا ہوں کہ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں ان میں خوب تذکرہ ہے۔ نہ ملے تو مجھ سے دریافت کریں میں حوالہ بتاؤں گا، افسوس تعصّب میں یہ حال ہے کہ ایسے زبردست واقعات کا انکار کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے ابن سعود کی تائید میں بہت زور کی جو بات کہی وہ یہ ہے کہ ان کو یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ کر ابن سعود کے بدو افسروں کا نہیں بلکہ پیکر اسلام مجدِ سنّت حضرت عمر فاروق کا ہاتھ پکڑیں، جنہوں نے شجرۂ رضوان جس کے نیچے بیٹھ کر آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ میں بیعت رضوان لی تھی، کلہاڑی چلائی اور اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔

بات آدمی کو تحقیق سے کہنا چاہئے اور کسی معاملہ میں جتنے پہلو ہوں اُن سب کو ظاہر کرنا چاہئے، یہ نہیں کہ اپنے مطلب کے لئے واقعہ کی شکل مسخ کر دی جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن سعيد بن المسيب عن أبيه قال: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ، ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا (٢٤) وَ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مَرَّ بِذٰلِكَ الْمَقَامِ بَعْدَ أَنْ ذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ فَقَالَ: أَيْنَ كَانَتْ؟ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَقُوْلُ هٰهُنَا، وَ بَعْضُهُمْ يَقُوْلُ: هٰهُنَا، فَلَمَّا كَثُرَ اِخْتِلَافُهُمْ، قَالَ: سِيْرُوْا ذَهَبَتِ الشَّجَرَةُ

٢٤ـ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، ٨٢٩/٢، جمعية المكتز الإسلامي، قاهرة، و برقم: ٤١٦٢، ٦٣/٣، دار الكتب العلمية بيروت

سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شجرہ رضوان دیکھا تھا پھر میں ایک سال بعد آیا اس کو نہ پہچانا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس جگہ سے گزرے بعد اس کے کہ شجرہ جاتا رہا تھا تو فرمایا کہاں تھا؟ بعض کہنے لگے کہ یہاں، اور بعضے کہنے لگے کہ یہاں، جب ان میں زیادہ اختلاف ہوا تو فرمایا چلو! درخت جاتا رہا۔

اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تجسس فرمانا مولوی صاحب سوچیں کیا بتاتا ہے،

علامہ اسماعیل حقی "تفسیر روح البیان" میں فرماتے ہیں:

بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله تعالیٰ عنه فِي زَمَانِ خِلَافَتِهِ أَنَّ نَاساً يُصَلُّوْنَ عِنْدَهَا فَتَوَعَّدَهُمْ وَ أَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ خَوْفَ ظُهُوْرِ الْبِدْعَةِ ، انتهی

و روی الإمام النسفی فی "التَّيسير" أَنَّهَا عَمِيَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ قَابِلٍ فَلَمْ يَدْرُوْا أَيْنَ ذَهَبَتْ؟ يقول الفقير: يمكن التّوفيق بين الرّوايتين بأنّهم لمّا عميت عليهم ذهبوا يصلّون تحت الشّجرة على ظنّ انّها هي شجرة البيعة، فأمر عمر رضى الله عنه بقطعها، و في "كشف النّور" (٢٥) لابن النّابلسي: أمّا قول بعض المغرورين بأننا نخاف على العوام إذا اعتقدوا وليًّا من الأولياء و عظّموا قبره و التمسوا البركة و المعونة منه، أن يدركهم اعتقادَ أن الأولياءَ تؤثِّر في الوجود مع الله فيكفرون و يشركون بالله تعالىٰ، فننهاهم عن ذلك و نهدم قبورَ الأولياء و نرفعُ البِنايات الموضوعة عليها و نُزيل السُّتور عنها و نجعل الإهانة للأولياء ظاهراً، حتى تعلمَ العوامُ الجاهلون إن هؤلاء الأولياء لو كانوا مُؤَثِّرين في الوجود مع الله تعالىٰ لدفعوا عن أنفسهم هذه الإهانة التي نفعلها معهم، فاعلم أن هذا الصّنيع كُفرٌ صراحٌ مأخوذ من قول فرعونَ، على ما حكاه الله تعالىٰ لنا في كتابه القديم **"وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ"** (٢٦) و كيف يجوزُ هذا الصّنيعُ من أجْل الأمر الموهوم و هو خوف الضّلال على العوامة۔ انتهى

٢٥۔ كشف النُّور عن أصحاب القبور مع الحديقة النّدية، ٢/١٧، مكتبة فاروقية، بشاور

٢٦۔ سورة غافر، آيت:٢٦

یعنی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں خبر پہنچی کہ لوگ شجرۃ الرضوان کے پاس نماز پڑھتے ہیں، آپ نے انہیں دھمکایا اور آپ کے حکم سے وہ درخت کاٹا گیا بخوف ظہورِ بدعت۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "تیسیر" میں روایت کیا کہ اگلے سال وہ درخت گم ہو گیا، اور کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا؟ علامہ فرماتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب وہ اصلی درخت ناپید ہو گیا تو لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگے کہ وہی درختِ بیعت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا (یعنی جس کو لوگوں نے غلط طور پر درخت بیعت گمان کیا تھا، نہ کہ اصلی درخت کو) ابن نابلسی کی "کشف النور" میں ہے بعض مغروروں کا یہ کہہ دینا کہ ہمیں خوف ہے کہ عام لوگ کسی ولی کے معتقد ہو جائیں اور اس کی قبر کی تعظیم کریں، اور اس سے برکت و مدد طلب کریں تو وہ اس اعتقاد میں گرفتار ہو جائیں گے کہ وہ اولیاء وجود میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موثر ہیں یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے میں اُس کے ساتھ شریک ہیں تو کافر و مشرک ہو جائیں گے۔ ہم اُن کو اِس سے منع کرتے ہیں اور اولیاء کی قبریں ڈھاتے ہیں اور جو عمارتیں اُن پر بنائی گئی ہیں اُن کو دُور کرتے ہیں اور چادریں ہٹاتے ہیں اور اولیاء کی ظاہری اہانت کرتے ہیں، تا کہ عام جاہل جان لیں کہ اگر یہ اولیاء اللہ کے ساتھ وجود میں مؤثر ہوتے تو اپنی ذات سے اِس اہانت کو دُور کر دیتے، جو ہم اُن کے ساتھ کرتے ہیں، تو جاننا چاہئے کہ یہ فعل (یعنی اس مقصد سے قبریں ڈھانا اور ان کی اہانت کرنا) کفر خالص ہے جو فرعون کے اس مقولہ سے ماخوذ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قدیم میں نقل فرمایا کہ "فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور انہیں چاہئے کہ وہ اپنے ربّ کو پکاریں میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دیں، یا زمین میں فساد ظاہر کریں"۔ اور یہ فعل یعنی قبریں ڈھانا ایک اَمر موہوم، یعنی عوام کی گمراہی کے خوف سے کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔

اب مولوی صاحب اس میں غور فرمائیں، تفسیر میں پورا مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے جس کے وہ درپے ہیں، اور مولوی صاحب کے قیاس فاسد کا پورا ردّ آ گیا، اللہ تعالیٰ راہِ راست دکھائے۔ آمین

کتبه العبد المعتصم بحبل الله المتين

محمد نعیم الدین